کشمیر میں سکھ دور کے فارسی ادب کا اجمالی جایزہ (۱۸۱۹ تا ۱۸۴۶)

جنید حسین
گروہ زبان و ادبیات فارسی دانشگاہ کشمیر

سکھوں کے تسلط کشمیر کے آغاز ہی سے، عوام کے ساتھ ناانصافی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہا۔ سکھ حکمران یکا یک اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ انہیں جہابانی کے اوصاف سے آگاہی نہیں تھی۔ کشمیر میں مسلمان آبادی سکھوں کے مظالم کا نشانہ رہی۔ جس کی تفصیل بامزئی نے اپنی تاریخ کشمیر میں دی ہے۔ سکھوں کے مذہبی جنون نے اسلامی معاید کی بے حرمتی کو روا رکھا۔ حتی کے مسجدوں میں اذان کہنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اور جامع مسجد کو عرصہ تک تالا لگا دیا گیا۔ حمید اللہ شاہ آبادی نے اس دور میں حاکموں کی بد عنوانیوں کی تفصیل طنزیہ انداز میں بیوج نامہ میں لکھی ہے۔

نظم و نسق کے اعتبار سے سکھ دور کی اچھائی کے مقابلے میں فارسی ادب اور شاعری کی ترقی قابل اعتنار ہی۔ اسی دور کو "ثانی عہد مغل" بھی کہا گیا ہے۔ حمید اللہ شاہ آبادی، ملا بہاء الدین متو اور مرزا مہدی مجرم کے علاوہ پنڈت شعراء میں بیربل کاچرو، پنڈت بھوانی داس کاچرو نیکو نے شہرت حاصل کی۔

راجا تیغ سنگھ جس کے عہد میں مہاراجہ گلاب سنگھ بانی سلطنت جموں و کشمیر نے کشتوار پر قبضہ کیا تھا۔ راجا عنایت اللہ سنگھ کا بیٹا تھا۔ باپ کی طرح اسے بھی شعر وشاری سے لگاؤ تھا۔ اس کے فارسی اشعار ملتے ہیں

شاہ شجاع الملک، فرزند تمور، باپ کے انتقال کے بعد بھائیوں کے ساتھ کش مکش کے زمانے میں لاہور سے بھاگ کر کشتوار آ گیا تھا اور دو سال یہاں اس نے قیام کیا۔ راجا تیغ سنگھ نے اس کی آؤ بھگت کی۔ ایک دفعہ جب دونوں چوگان کے مرغزار کی سیر میں مصروف تھے۔ شعر و شاعری کی سوجھی۔ چنانچہ شاہ شجاع نے ایک مصرعہ کہا، تیغ سنگھ نے فورا اس پر مصرعہ لگا کر بیت مکمل کر دی۔ یہ ادبیات میں درج ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

شاہ شجاع الملک	راجا تیغ سنگھ
لب میگون یار راعشق است	بادہ خوشگوار راعشق است ۱
ابر بدمست و تار در فریاد	سنبل مشکبار راعشق است
آہ من جاگرفت در دل ماہ	جگر داغدار راعشق است

کشمیر میں کشمیری لوک کہانیوں کو بھی فارسی شعراء نے اپنا موضوع بنایا تھا۔ ہیہ مال ناگرای کشمیر کی سب سے مشہور لوک داستان ہے۔ اس کو مفتی صدر الدین وفائی نے فارسی نظم میں منتقل کیا تھا۔ وفائی اپنے دور کے اچھے علماء مین شمار ہوتے تھے۔ ان کی فارسی نظم: تحفہ العشاق کے نام سے موسوم ہے۔ وفائی کا انتقال ۱۸۰۷ء(م ۱۲۲۲ھ) میں ہوا۔

پنڈت شنکر جیون آحون گرامی، سرینگر کے محلہ رینہ واری میں 1750ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور 1852ء(۱۲۴۱) میں وفات پائی۔ وہ فارسی کے بڑے سنجیدہ اور خوش مزاق شاعر تھے۔ غزل کے علاوہ رباعی مثنویاور دوسری اصناف میں بھی شعر کہتے تھے۔

سکھ عہد کے اہم شعری کارنامے

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے 1819ء میں کشمیر کو فتح کر کے اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس نے یہاں کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لیکر اپنی طرف سے کئی ناظم کشمیر جن میں سے اکثر صوبیداروں نے یہاں ظلم و ستم روا رکھا۔ لیکن ان ناظموں میں سے کچھ ایسے بھی گزرے ہیں جو علم دوست اور ادب پرور تھے کشمیر پر ان صوبیداروں کے ظلم و استداد کے باوجود بھی فارسی زبان و ادب جو یہاں صدیوں سے لوگوں کے دلوں میں رچ بس گئی تھی۔ ترقی کے مدارج طے کرتی گئی۔ چند علم دوست اور ادب پرور لوگوں نے اس زبان کی روایت کو برقرار رکھنے کیلئے جان و دل سے کوشش کی جس کا بہترین ثبوت اس دور میں ابھرے ہوئے علماء فضلا، دانشور اور شاعروں کی تصنیفات سے ملتا ہے۔

اس دور میں ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے شعرا شامل ہیں۔ کشمیر میں فارسی کی قدیم روایت کو آگے بڑھانے میں جن ہندو مشاہر شعراء نے سکھ عہد میں کوشش کی ان میں سے پنڈت

Scanned with OKEN Scanner

مکند رام، تابہ رام ترکی، ستر ام بقااور بیر بل کاچرو قابل ذکر ہیں۔اور مسلمان شعراء میں حمید اللہ شاہ آبادی، ملا بہاالدین متو، ملاعبید اللہ، بابا کمال الدین کشمیری اور مرزامہدی مجرم وغیرہ قابل اعتناہیں۔ان شعرا میں سے بعض ایسے بھی شاعر گزرے ہیں جن کا کلام بے حد سادہ ہے۔اور بعض شعراء کے کلام میں اسرار و رموز کے پیرائے میں اس دور کے ظلم و جبر کے خلاف ایک باضابط تحریک ملتی ہے۔اور کے بعض شعراء نے ایہام اور کنایات میں مسلط کردہ جاگیر دارانہ نظام کے خلاف لطیف انداز میں طنز کی ہے۔اس عہد میں بعض ایسے بھی شاعر گزرے ہیں۔ جنہوں نے کشمیر میں فارسی زبان وادب کو پرانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے غزل، قصیدہ، رباعی،اور مثنوی غرض فارسی کی مختلف اضاف میں نئے تجربے کئے ہیں۔

سکھ عہد کے مسلمان شعراء

خواجہ شاہ نیاز نقشبندی

خواجہ شاہ نیاز نقشبندی خواجہ عبدالرحیم شیخ کے فرزند تھے۔ان کی تاریخ تولد معلوم نہیں البتہ اتنا کہا جاتا ہے۔ کہ افغان دور کے آخری ایام میں تولد ہوئے تھے۔ان کے بڑے بھائی خواجہ شاہ نیاز جوانی میں رحلت پا گئے تھے۔البتہ شاہ نیاز نے اپنے اعلی کردار اور حسن صفات سے اپنے خاندان کا نام روشن کر دیا۔ بچپن سے ہی زہد تقوی کی طرف مائل تھے۔شاہ نیاز نے اپنی ابتدائی تعلیم میاں ضیاء الدین، میاں محمد امین اور میاں عبدالہی مرجانپوری سے پائی۔1852ء میں جب ایک مشہور سیاح ولیم مورکرافٹ کشمیر کے راستے سے ترکستان گیا تو خواجہ شاہ نیاز صاحب بھی انکے ساتھ تھے۔بعد میں ترکستان سے خواجہ صاحب واپس لوٹے اور لاہور میں مقیم ہوئے۔ ان دنوں لاہور کے حاکم مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں عرضداشت بھیجی۔مہاراجہ نے اسکی درخواست کو منظور کر لیالیکن کچھ مدت کے بعد شاہ نیاز نے اپنی ساری جائیداد چھوڑ چھاڑ کر لاہور کو ترک کر کے کابل میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں پر 1245ھ مطابق 1829ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

Scanned with OKEN Scanner

شاہ نیاز چونکہ کشمیر کے ایک مقتدر اور امیر گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ لہذا کشمیر میں اپنے قیام کے دوران انھوں نے عوام کی امداد بھی انجام دی۔ جن میں انکی تعمیر کرائی ہوئیں مساجد، مہمان سرائے اور خانقاہ ہیں۔ محلہ سیدواری (خانیار) میں انکی تعمیر کرائی ہوئی خانقاہ اب بھی موجود اور مشہور ہے۔

خواجہ شاہ نیاز کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ اپنے والد بزرگ کی طرح ا نھوں نے بعض تصانیف باقی چھوڑی ہیں

تصانیف

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ خواجہ صاحب فارسی کے ایک بڑے عالم تھے۔ ان کی تصنیفات میں سے ایک فارسی نظم پر مشتمل ان کا رسالہ چای نامہ ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک دیوان 1316ھ میں مطبع مجددی امرتسر میں چھپ چکا ہے۔ اس میں خواجہ صاحب کی غزلیات کے علاوہ مخمس اور رباعیات بھی درج ہیں۔ کشمیر یونیورسٹی کی ریسرچ لائبریری میں انکے دیوان کے چند اورا ق زیر شمارہ نمبر مخطوطہ 1795 موجود ہیں۔ دیوان کے چند اوراق میں انکی چند غزلیں درج ہیں۔ خواجہ صاحب کی غزلیں عام فہم سادہ اور روان ہونے کے علاوہ سوز و گداز سے پر ہیں ان کی غزلیں عاشقانہ اور ان میں تصوف و عرفان کی جھلک ملتی ہے۔ ایک غزل سے ماخوز مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ ہوں:

زاہد از دیدہ خود بین برخش وامیکرد　　　ترک سجادہ تسبیح و مصلا میکرد
یک شبی کاش بکاشان راجا میکرد　　　بی حجابانہ چو کل بند قباوا میکرد ۲

اسکے علاوہ خواجہ صاحب نے چھوٹی چھوٹی بحروں میں بھی غزلیں کہی ہیں ایک غزل کے چند شعر بطور نمونہ ملاخط ہیں۔

برقتل من ای نگار برخیز　　　برخیز بگرد کار برخیز
افسردہ دلی است از خزانم　　　ای شورش نو بہار برخیز ۳

Scanned with OKEN Scanner

بعض شعراء نے محبوب کی سراپا نگاری میں بڑے بڑے کمالات کا مظاہرہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب بھی اپنے محبوب کی سراپا نگاری کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار میں محبوب کی سراپا نگاری کے علاوہ شاعر کے انداز بیان اور کلام کی روانی پر توجہ کیجیے۔

تیزی خنجر مژگان توبی چیزی نیست　　　شوخی نرگس فتان توبی چیزی نیست
غمزۂ خون ریز وبست جان دہ زلفت صیاد　　　شوخ من این سروسامان توبی چیزی نیست
شوخ چشمی مگر از تو دل برد نیازؔ　　　آہ این گریۂ پنہان توبی چیزی نیست ۴ے

ریسرچ لائبریری کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے مخطوطات میں محفوظ خواجہ نیازؔ کا دیوان کل اٹھارہ اوراق پر مشتمل ہے جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جاچکا ہے۔ کہ یہ دیوان ناقص ہے اور معلوم نہیں کہ اس کے کتنے اوراق ضایع ہو چکے ہیں بہر حال اس غیر مطبوعہ ناقص الآخر دیوان کے آخری اشعار یوں ہیں۔

ای دوست بہ بین در ہمہ سوروی خدارا　　　میدان این ہمگی ماو شمارا ۵ے
خود ببر تماشای رخش آمدہ بیرون　　　کہ دلق ببر کردہ کہ صورت دارا

خواجہ صاحب کی دستیاب تصینفات میں سے ان کے دیوان اشعار کے علاوہ "چای نامہ" ریسرچ لائبریری کشمیر یونیورسٹی کے کتب خانے میں زہر شمارہ 1100 مخطوطہ ہے۔ یہ در اصل ایک مختصر منظوم رسالہ ہے۔ جس کا موضوع تصوف ہے۔

نور نامہ بابا کمال الدین کشمیری کی تصنیف ہے۔ نظم میں حضرت نور الدین ریشی کے سلسلے کے بزرگوں کا شجرہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں :

امیر کبیر ابن سید شہاب　　　بمعموری آورد دین خراب ۶ے
بمیر محمد کہ فرزند اوست　　　نگہدار از دشمنانم چو دوست
ازیں شاخ آمدہ ایں شجرہ　　　یکی گشتہ از ریشیاں پر ثمر

ِنور نامہ،، حضرت نور الدین ریشی کے حالات میں بسیط منظوم کارنامہ ہے۔ آغاز نظم میں سبب تالیف کاذکر کرتے اپنے خواب کاذکر کرتے ہیں :

تمہید کتاب نور نامہ و بیان رویای خواب،، کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ ایک رات خواب میں میراگزر ایک باغ میں ہوا، جہاں حضرت نور الدین کی بارگاہ میں مجھے پہنچایا گیا، لکھتے ہیں:

چہ بستاں یکی باغ جنت نشاں　　　بروں از حد وصف و نطق بیاں　　　۷

مصفا و رعنا چو خلد بریں　　　نشیمن معطر ہوا عنبریں

باغ میں ایک دربار آرستہ و پیراستہ دیکھا

شہہ ملک دیں نور الدین نام اوست　　　چہ جان وچہ انساں ہمہ رام اوست

میں حضرت نور الدین ریشی کے دربار میں گیا۔ اور آپ کے فرمان سے ایک جام شیریں ان کے ہاتھ میں دیا گیا۔ صبح جب بیدار ہوئے تو حضرت شیخ العالم کے آستانے پر حاضری دی اور:

پیر سیدم از عقل تدبیر شیر　　　بگفتا سخن ہای مافی الضمیر　　　۸

انہیں سخن ہای مافی الضمیر کی شرح یہ ضخیم مثنوی ہے۔ اس کی تکمیل کا سنہ 1247ء ہے۔ جو تمامی شد نور الدین نامہ،، سے برآمد ہوتا ہے۔

حوالاجات

(1) تاریخ حسن از غلام حسن کویہامی جلد ۲، ص ۲۹۱ مطبوعہ زیر شمارہ ۲۰۱۲۸ لائیبری شعبہ فارسی کشمیر یونیورسٹی۔

(2) کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ از پروفیسر عبدالقادر سروردی، ص ۵۲۱۔ مطبوعہ زیر شمارہ ۸۶۹۱ صفہ نمبر ۹۷۱ شعبہ فارسی لائیبری کشمیر یونیورسٹی۔

(3) کشمیر سلاطین کے عہد میں مترجم علی حماد عباسی، ص ۱۱۰۔ مطبوعہ زیر شمارہ ۱۶۵۸ لائیبری شعبہ فارس۔

(4) تذکرہ اولیائے کشمیر از حسن ۱۹۷۴ء، ص ۸۲۱۔ مطبوعہ زیر شمارہ ۱۰۸۰ ریسرچ لائیبری کشمیر یونیورسٹی۔

(5) یوان از شاہ نیاز مطبوعہ ۱۳۱۶ھ امرتسر زیر شمارہ ۲۸۷۱ ریسرچ لائیبری کشمیر یونیورسٹی۔ چائے نامہ.............۶۲۸۷.............۔

(6) مجموع التواریخ از بیربل کاچرو مخطوطہ زیر شمارہ ۱۳۲۷ کتب خانہ مخطوطات کشمیر یونیورسٹی۔

(7) رسالہ چشتیہ از بہاء الدین متو مخطوطہ زیر شمارہ ۳۵۷ کتب خانہ مخطوطات کشمیر یونیورسٹی۔

Scanned with OKEN Scanner